حرام وحلال

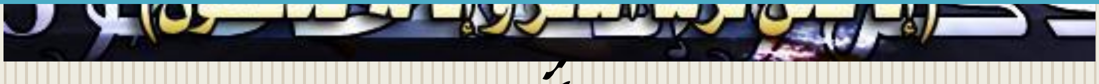

حصہ دوئم

November 14, 2012

محمد حنیف

حرام و حلال۔۔حصہ دوئم

جیسا کہ میں اکثر کہتا رہتا ہوں، ہم سب قرآن کریم کے ادنیٰ سے طالب علم ہیں۔۔اپنی اپنی فہم کے مطابق، کتاب اللہ کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔۔اور ظاہر ہے کہ کسی بھی انسان کی کوئی کوشش سہو و خطا سے منزہ ہر گز نہیں ہو سکتی۔۔اگر نیت اور مقصود کتاب اللہ کے حقائق کو سمجھنا ہو، سیکھنا ہو، تو یہ سہو، اللہ کریم معاف فرما دیتے ہیں۔۔لیکن اگر مقصود اپنی ذات ہو، اپنی انا ہو، تو یہ سہو نہیں رہتا، گناہ بن جاتا ہے۔۔

انسانوں میں ماسوائے، حضرات انبیاء علیہ سلام کے، کوئی بھی کتاب اللہ کو مکمل طور پر سمجھ لینے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ یہ سعادت تو شاید آخری انسان کے حصے میں ہی آئے گی۔۔

اللہ کریم سے دعا گو ہوں کہ ہماری کوتاہیوں کو اپنی رحمت خاص سے معاف فرما دے، اور دین کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہمارے لیے آسان فرما دے۔

ڈیڑھ سال قبل جب میں نے اپنا نوٹ "حرام اور حلال" تحریر کیا، تو اپنی پوری کوشش کی کہ کسی مخصوص نظریہ کو ذہن میں رکھے بغیر صرف اور صرف قرآن کریم، اور عقل و شعور کی بنیاد پر بات کروں۔

چنانچہ جو کچھ میری فہم نے مجھے سمجھایا، میں نے پیش کیا۔۔وقت کے ساتھ، میں اپنے اس موقف پر مزید مستحکم ہوں

میرے اس نوٹ کے حوالے سے کچھ دوستوں نے اپنی فہم کے مطابق، کچھ سوالات کئے۔۔میں نے کوشش کی کہ ان سوالات کے جوابات دے سکوں۔۔

لیکن اب میں ایسا محسوس کر رہا ہوں کہ اس موضوع پر اٹھنے والے سوالات کو بھی اپنی فہم سے ایک نوٹ کے ذریعے سامنے لاؤں۔۔

میرا کبھی بھی یہ دعویٰ نہیں رہا کہ جو کچھ میں نے سمجھا، وہی ٹھیک ہے۔ یہ میری فہم ہے۔۔ جس کے غلط ہونے کے اتنے ہی امکانات ہیں، جتنے درست ہونے کے۔ اگر میں درست ہوں تو اللہ کریم کی مہربانی سے ہوں۔۔ اگر کہیں غلط ہوں، تو یہ میری انسانی خطا ہے۔ اپنے رب سے عاجزی کے ساتھ دعا گو ہوں کہ وہ ہماری خطاؤں کو معاف فرمائے۔۔ اور ہماری راہنمائی صراط مستقیم کی جانب آسان فرمادے۔

میرے نوٹ " حرام و حلال " کے حوالے سے زیادہ، اختلاف اس بات پر سامنے آیا، کہ میں نے "لحم خنزیر" سے مراد، جانوروں کے غدود کیسے لیا؟؟

جب کہ بعض دوستوں کے خیال کے مطابق "لحم خنزیر" سے مراد "سور" ہے۔

آیئے ہم اس بات پر غور و خوض کرتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ میں "لحم خنزیر" سے مراد ایک جانور ہے، یا کچھ اور۔

چلیے پہلے ہم ایک نظریہ قائم کرتے ہیں کہ "لحم خنزیر" سے مراد، ایک جانور، یعنی " سور " ہے۔۔ تو پہلے ہم "سور" پر بات کرتے ہیں۔۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔۔

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِم ۗ مَّا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ لَكَافِرُونَ [۳۰:۸]

کیا انہوں نے کبھی اپنے آپ میں غور و فکر نہیں کیا؟ اللہ نے زمین اور آسمانوں کو اور اُن ساری چیزوں کو جو اُن کے درمیان ہیں برحق اور ایک مقرّر مدت ہی کے لیے پیدا کیا ہے مگر بہت سے لوگ اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں [ابوالاعلی مودودی]

دوسری جگہ فرمایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ [٢١:١٦]

اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل تماشے کے طور پر (بے کار) نہیں بنایا، [طاہر القادری]

آیات بالا اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ خالق کائنات نے یہ ساری کائنات، اور اس میں موجود ہر شئے، بالحق، پیدا کی ۔ بامقصد پیدا کی۔ محض کھیل یا تماشہ کے نہیں۔۔

اپنی تخلیق کے حوالے سے وہ کہتا ہے۔۔۔

الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا ۖ مَّا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَٰنِ مِن تَفَاوُتٍ ۖ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ [٦٧:٣]

جس نے سات (یا متعدّد) آسمانی کرّے باہمی مطابقت کے ساتھ (طبق دَر طبق) پیدا فرمائے، تم (خدائے) رحمان کے نظامِ تخلیق میں کوئی بے ضابطگی اور عدمِ تناسب نہیں دیکھو گے، سو تم نگاہِ (غور و فکر) پھیر کر دیکھو، کیا تم اس (تخلیق) میں کوئی شگاف یا خلل (یعنی شکستگی یا اِنقطاع) دیکھتے ہو، [طاہر القادری]

ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ [٦٧:٤]

تم پھر نگاہِ (تحقیق) کو بار بار (مختلف زاویوں اور سائنسی طریقوں سے) پھیر کر دیکھو، (ہر بار) نظر تمہاری طرف تھک کر پلٹ آئے گی اور وہ (کوئی بھی نقص تلاش کرنے میں) ناکام ہو گی، [طاہر القادری]

خالق کائنات کی ہر تخلیق، مکمل، اور احسن ہے۔۔ کہیں کوئی کمی، کجی نہیں۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ "سور" بھی، خالق کائنات کی تخلیق ہونے کی بناء پر ان تمام مذکور بالا خصوصیات کا مالک ہے۔۔ یہ الحق بھی ہے۔۔ مکمل بھی ہے۔ اور اس کی تخلیق بھی محض دل لگی کے لیے نہیں ہے۔

اب آپ ہی سوچیں، آخر وہ کون سی وجہ ہے کہ اس بے چارے کو اس قدر نفرت کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟؟ آخر اس جانور کا کیا قصور ہے کہ اسے ساری دنیا میں غلیظ، اور حقیر کہا جاتا ہے۔ اگر کسی کو گالی دینی ہو، تو بس "سور" کہہ دو۔۔

حرام و حلال۔۔از محمد حنیف

کہتے ہیں کہ اس کا نام لینے سے چالیس دنوں کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں۔۔اس کو دیکھ کر اکثر لوگ، منہ پھیر لیتے ہیں

کیا یہ بات اہم نہیں کہ ہم اس رویہ پر غور کریں؟؟

اس مقام پر مجھے پرویز علیہ رحمہ کی تحریر کا ایک اقتباس یاد آگیا۔۔"سور" سے نفرت کی وجہ بیان کرتے ہوئے،

محترم پرویز صاحب لکھتے ہیں۔

" لحم خنزیر کے متعلق اکثر بحث کی جاتی ہے۔اس لیے کہ ایک آدھ فرقہ کے سوا، عیسائی اس کا گوشت کھاتے ہیں۔ ان کی طرف سے اکثر اعتراض ہوتا ہے کہ مسلمان اسے کیوں حرام سمجھتے ہیں۔انگلستان میں رہنے والے مسلمانوں کی طرف سے اکثر استفسارات موصول ہوتے رہتے ہیں۔اس موضوع پر ہمارے اہل قلم کی جانب سے لکھا تو بہت کچھ گیا ہے۔لیکن اس کے خلاف بنیادی دلائل دو ہی دیے جاتے ہیں۔ایک یہ کہ یہ جانور "خنزیر" بڑا بے حیا ہوتا ہے۔اور دوسرا یہ کہ اس کے گوشت میں ایسے جراثیم ہوتے ہیں جو انسانوں کے لیے بہت مضر صحت ہوتے ہیں۔لیکن افسوس ہے کہ میں ان دلائل سے مطمیئن نہیں ہوں۔جہاں تک اس کے بے حیا ہونے کا تعلق ہے، تو یہ دلیل بہت بودی ہے۔حیا اور بے حیائی تو انسانی خصوصیات ہیں۔حیوانات میں نہ ان کا احساس ہوتا ہے، نہ تمیز۔۔باقی رہا اس کے گوشت کا مضر صحت ہونا، سو مجھے اس کا اعتراف ہے کہ میں اس پر گفتگو کا اہل نہیں ہوں۔یہ الگ سائنس ہے، جو میرا میدان نہیں۔۔لیکن جو کچھ مسلمان محقق اس کے بارے میں لکھتے ہیں، عیسائی ریسرچ کرنے والے شدت کے ساتھ اس کی تردید کرتے ہیں۔میں اس دلیل پر اس لیے بھی مطمیئن نہیں ہوں کہ کئی جانور ایسے ہوں گے، جن کا گوشت انسانی جسم کے لیے، لحم خنزیر سے بھی زیادہ مضر ہو گا۔۔اگر علت حرمت یہ ہی تھی، تو قرآن کریم میں بہت سے ایسے جانوروں کو بھی حرام قرار دینا چاہیے تھا، اس میں خنزیر کی تخصیص کیا تھی؟؟؟

حرام و حلال۔۔از محمد حنیف

جو کچھ میں سمجھ سکا ہوں، اس کی علت حرمت طبعی نہیں، جذباتی اور نظریاتی ہے۔ آپ دنیا کی کسی قوم اور کسی زمانے کے لٹریچر کو دیکھیے، خواہ وہ مذہبی ہو یا غیر مذہبی، اس میں "سور" کو قابل نفرت قرار دیا گیا ہو گا۔ حتٰی کہ یہ لفظ گالی کے طور پر استعمال کیا گیا ہو گا۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس جانور کے خلاف اس عالمگیر نفرت کی وجہ کیا ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہ نفرت، زمانہ قدیم سے ہر قوم میں چلی آ رہی ہے۔۔یہوودیوں کے ہاں تو خیر یہ حرام ہی ہے، لیکن عیسائی جو اسے بڑے شوق سے کھاتے ہیں، اسے گالی کے طور پر بولتے ہیں"

مطالب الفرقان جلد سوئم صفحہ 146 از علامہ غلام احمد پرویز علیہ رحمہ

ذرا غور فرمائیں، دین انسانوں کی زندگی میں تبدیلی کا نام ہے۔ انسانوں کی غلط روش زندگی، غلط نظریات و اعتقادات کی نشاندہی اور ان کی اصلاح کے لیے آتا ہے۔۔ لوگوں کے سفلی اور منفی جذبات کو سند دینے نہیں آتا۔۔ دین کسی غلط کو محض اس وجہ سے غلط کہنے سے نہیں ہچکچاتا، کہ لوگوں کی اکثریت اسے درست مانتی ہے۔۔۔

اصنام پرستی دنیا کا سب سے قدیم عمل ہے۔۔ دنیا کی تاریخ اس پر گواہ ہے۔۔۔ بے شمار لٹریچر دستیاب ہیں۔۔ اکثر اقوام میں یہ کسی نہ کسی صورت، موجود رہی ہیں۔۔ آج بھی ہیں۔ تو پھر کیوں قرآن نے اس عمل کی مذمت کی ہے۔۔ کیوں اسے شرک قرار دیا ہے۔۔ کیوں نہیں لوگوں کی اکثریت کے جذبات کو دیکھتے ہوئے، اصنام پرستی کو بھی جاری و ساری رکھ دیا جاتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔۔۔

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ

عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ [۷:۱۵۷]

(پس آج یہ رحمت اُن لوگوں کا حصہ ہے) جو اِس پیغمبر، نبی امی کی پیروی اختیار کریں جس کا ذکر اُنہیں اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا ملتا ہے وہ انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے، بدی سے روکتا ہے، ان کے لیے پاک چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے، اور ان پر سے وہ بوجھ اتارتا ہے جو اُن پر لدے ہوئے تھے اور وہ بندشیں کھولتا ہے جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے لہٰذا جو لوگ اس پر ایمان لائیں اور اس کی حمایت اور نصرت کریں اور اُس روشنی کی پیروی اختیار کریں جو اس کے ساتھ نازل کی گئی ہے، وہی فلاح پانے والے ہیں [ابو الاعلی مودودی]

دین تو نام ہی انسانوں کی صراط مستقیم کی جانب راہنمائی کا ہے۔۔اس مقام پر کوئی مصلحت ہو ہی نہیں سکتی۔۔دین غلط کو غلط، اور صحیح کو صحیح کرنے کے لیے ہی تو آتا ہے۔۔نہ کہ کسی مفروضے کو اختیار کرنے کے لیے۔۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔۔

وَلَن تَرْضَىٰ عَنكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ ۗ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ [۲:۱۲۰]

یہودی اور عیسائی تم سے ہرگز راضی نہ ہوں گے، جب تک تم ان کے طریقے پر نہ چلنے لگو صاف کہہ دو کہ راستہ بس وہی ہے، جو اللہ نے بتایا ہے ورنہ اگر اُس علم کے بعد، جو تمہارے پاس آ چکا ہے، تم نے اُن کی خواہشات کی پیروی کی، تو اللہ کی پکڑ سے بچانے والا کوئی دوست اور مدد گار تمہارے لیے نہیں ہے [ابو الاعلی مودودی]

مزید فرمایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حرام و حلال۔۔از محمد حنیف

قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ ۚ قُل لَّا أَتَّبِعُ أَهْوَاءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ [٦:٥٦]

فرمادیجئے کہ مجھے اس بات سے روک دیا گیا ہے کہ میں ان (جھوٹے معبودوں) کی عبادت کروں جن کی تم اللہ کے سوا پرستش کرتے ہو۔ فرمادیجئے کہ میں تمہاری خواہشات کی پیروی نہیں کر سکتا اگر ایسے ہو تو میں یقیناً بہک جاؤں اور میں ہدایت یافتہ لوگوں سے (بھی) نہ رہوں (جو کہ ناممکن ہے)،[طاہر القادری]

اگر اللہ اور اسکا رسول لوگوں کی خواہشات کی پیروی کرنے لگ جائیں۔ اگر اس بات پر، حلال و حرام کے فیصلے صادر کیے جائیں کہ لوگ کیا چاہتے ہیں۔۔ تو غور فرمائیں، دین کہاں ہے۔۔

وہ رب تو اپنے نبی کو واضح الفاظ میں حکم دیتا ہے۔۔ فرمایا

وَإِن تُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ [٦:١١٦]

اور اے محمدؐ! اگر تم اُن لوگوں کی اکثریت کے کہنے پر چلو جو زمین میں بستے ہیں تو وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے بھٹکا دیں گے وہ تو محض گمان پر چلتے اور قیاس آرائیاں کرتے ہیں [ابوالاعلی مودودی]

تو پھر یہ استدلال اپنے آپ میں کتنا مضحکہ خیز ہے کہ، قرآن نے اللہ کی ایک تخلیق کو محض اس لیے قابل نفرت رہنے دیا کہ اقوام سابقہ میں لوگ اس سے نفرت کرتے تھے۔۔

ہم جب بھی کسی مخصوص عقیدے کو ذہن میں رکھ کر کتاب اللہ کو سمجھنے کی کوشش کریں گے، اس طرح کے طفلانہ دلائل ہی پیش کر سکیں گے۔

حرام و حلال۔۔از محمد حنیف

میں جانتاہوں کہ میری اس تحریر پر ہمارے بہت سارے احباب کو اعتراض بھی ہو گا۔۔کچھ لوگ، میری اس تحریر سے، مجھ پر "سور" کی حمایت کا الزام بھی لگا سکتے ہیں۔۔کچھ لوگ مجھے کتوں کا ہمدرد بھی کہہ سکتے ہیں۔۔ لیکن دین کے معاملے میں کوئی دانستہ سمجھوتا، میرے نزدیک کفر ہے۔

موضوع زیر بحث میں، بنیادی کردار اس طرز فکر، اس سوچ اور عقیدے کا ہے جو عمومی طور پر ہمارے معاشرے میں "سور" کے حوالے پائی جاتی ہے۔۔ جہاں "سور" کا صرف نام لینے کا نتیجہ چالیس دنوں کی نمازوں کی عدم قبولیت ہے ۔۔ جہاں اس کا نام لینے سے منہ میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے (حالانکہ یہ مشاہدے کی بات ھے کہ نام لینا تو ایک طرف، وہ جو اسے بڑے شوق سے کھاتے ہیں، ان کے منہ سے بھی بدبو نہیں آتی)

پرویز علیہ رحمہ نے ایک طرف مذکورہ بالا موقف بیان فرمایا۔۔تو دوسری جانب ایک سہو عظیم بھی کیا۔۔۔۔انھوں نے "سور" کو " بھیمۃ الانعام " میں شمار کیا، اور یہ ہی وہ واحد غلط نگہی تھی یہ ہی سہو تھا، جس کی وجہ سے انھیں اس مقام پر "سور" کی حرمت کے حوالے سے ایسے استدلال اختیار کرنے پڑے، تاکہ نص صریح سے "سور" کی حرمت ثابت کی جاسکے۔۔ حالانکہ قرآن کریم کی رو سے "سور"۔۔۔ "بھیمۃ الانعام" کے زمرے میں آتا ہی نہیں ہے۔۔ اس لیے اس کی حرمت کے لیے خدا کو اتنے اہتمام کی ضرورت ہی نہ تھی۔۔

دین انسانوں میں موجود غلط رویوں، عقائد و نظریات کی تصحیح کے لیے آتا ہے۔۔یہ بات اپنے آپ میں ہی کتنی ناقص ھے کہ "اللہ نے سور کو اس لیے حرام، یا قابل نفرت قرار دیا کہ یہ عمل صدیوں سے مسلسل چلا آرھا تھا"۔۔۔جب ہم کسی مخصوص عقیدہ کو پہلے ہی سے اپنے ذہن و دل میں جگہ دے دیں، تو پھر اس طرح ہی غلطیاں کرتے چلے جاتے ہیں۔۔۔ورنہ سچ تو یہ ہی ہے کہ اللہ کریم نے اس کائنات میں کوئی بھی شئے قابل نفرت پیدا نہیں کی۔۔اس نے ہر شئے بامقصد، اور احسن پیدا فرمائی۔۔۔۔

حرام

اب ایک دوسرے مسئلے پر غور کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔ہمارے یہاں لفظ "حرام" نہایت منفی معنوں میں لیا جاتا ہے اگر کسی کو گالی دینی ہو، تو حرامی کہہ دیتے ہیں۔۔ حرام کی کمائی۔۔ حرام کا بچہ لقمہ حرام، وغیرہ۔

یعنی ہمارے آج کے معاشرے میں یہ لفظ بہت غلط معنوں میں مستعمل ہے۔۔۔

لیکن عربی زبان میں یہ معاملہ بلکل الٹ ہے۔۔ عربی میں "حرام" کے معنی کسی شئے سے زبردستی روک دینا ہے۔۔ یہ لفظ "حلال" کی ضد ہے۔ جس کے معنی رسیاں توڑ کے آزاد کر دینا ہوتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا، کسی شئے کو حرام قرار دینا، اسے قابل نفرت بنا دیتا ہے؟؟

ایک بہن اپنے بھائی پر حرام ہے۔۔ کس شئے کے لیے حرام ہے یعنی جسمانی تمتع کے لیے حرام۔۔اس کے معنی یہ ہیں کہ بہن بھائی میں جسمانی تعلقات، پر پابندی ہے۔۔زبردست پابندی ہے۔۔ کسی بھی صورت اجازت نہیں ہے۔۔۔

تو کیا وہ بہن، قابل نفرت شئے کہلائے گی؟؟

ظاہر ہے کہ یہ تصور ہی ناقص اور مضحکہ خیز ہے۔۔ چنانچہ اگر اللہ کریم نے "سور" کو حرام قرار دیا ہے، تو کیا وہ قابل نفرت ہو گیا؟؟

یہ ہی نہیں، آپ کتے کے حوالے سے دیکھیں۔۔ کہا جاتا ہے کہ یہ نجس ہوتا ہے۔۔ جس گھر میں ہو، وہاں فرشتے نہیں آتے۔۔ اس کا نام لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔۔ وغیرہ وغیرہ۔۔

لیکن غور فرمائیں قرآن کیا کہہ رہا ہے۔۔ فرمایا۔۔

حرام و حلال۔۔از محمد حنیف

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ ۖ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ ۖ فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ [٥:٤]

پیغمبر یہ تم سے سوال کرتے ہیں کہ ان کے لئے کیا حلال کیا گیا ہے تو کہہ دیجئے کہ تمہارے لئے تمام پاکیزہ چیزیں حلال ہیں اور جو کچھ تم نے شکاری کتوں کو سکھار کھا ہے اور خدائی تعلیم میں سے کچھ ان کے حوالہ کر دیا ہے تو جو کچھ وہ پکڑ کے لائیں اسے کھالو اور اس پر نام خدا ضرور لو اور اللہ سے ڈرو کہ وہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے

[سید ذیشان حیدر جوادی]

غور طلب بات یہ ہے کہ وہ جانور جو نجس ہو۔۔ جسے دیکھ کر فرشتے گھر میں داخل نہ ہوں۔۔ جس کے نام لینے سے وضو ٹوٹ جائے، وہ اگر کوئی جانور آپ کے لیے شکار کر کے لے آئے، تو کہا کہ تم اس جانور پر اللہ کا نام لو۔۔ اور کھالو۔۔

سوال یہ ہے کہ یہ کتے، ان جانوروں کا شکار کرنے سے پہلے کیا دستانے پہن لیتے ہیں؟؟

کیا منہ میں ٹوتھ پیسٹ کر لیتے ہیں؟؟

ظاہر ہے کہ یہ درندوں ہی کے انداز میں جانور کا شکار کرتے ہیں۔۔ اسے شہ رگ سے پکڑ کر زیر کر دیتے ہیں۔۔ پھر اپنے مالک کے پاس لے آتے ہیں۔۔

اب اگر مالک تک پہنچتے تک، یہ جانور زندہ ہو، تو اس پر اللہ کا نام لے کر اسے ذبح کر کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے۔

تو پھر کس اصول کے تحت یہ کتا، نجس، اور قابل نفرت ہوا؟؟؟

بات دراصل یہ ہے کہ کچھ باتیں، معاشرے میں خوامخواہ رائج ہو جاتی ہیں۔۔۔نہ ان کا کوئی جواز ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی دلیل۔۔ بس چلی آرہی ہوتی ہیں۔۔

حرام و حلال۔۔از محمد حنیف

چنانچہ قرآن کریم کی رو سے اللہ رب العزت کی کوئی تخلیق، نہ تو قابل نفرت ہے۔۔اور نہ ہی بے مقصد۔۔چنانچہ "سور" یا "کتے" کے حوالے سے یہ تصور غیر قرآنی عقیدہ ہے۔۔

اب ہم غور کرتے ہیں کہ اس مخصوص آیت مبارکہ میں، اس لفظ "لحم خنزیر" کے کیا معنی ہوں گے۔۔

سب سے پہلے تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ان جانوروں کی حلت و حرمت کا سوال، اس کے کھانے سے ہے۔۔

جیسا کہ پہلے عرض کر چکا ہوں، کہ لفظ "حرام" کا معنی، شدت کے ساتھ کسی شئے سے روک دینا ہوتا ہے۔۔ خداوند کریم نے جانوروں میں سے کچھ کو کھانے کے لیے حلال قرار دیا ہے، اور کچھ کو حرام۔۔ صرف کھانے کے لیے کسی اور مقصد کی حرمت نہیں ہوتی۔۔

یعنی، اگر گدھا حرام ہے، تو کھانے کے لیے حرام ہے۔۔ لیکن دیگر کام کے لیے نہیں۔۔۔

چنانچہ ہم اس سے مال برداری کا کام لیتے ہیں، اس پر سواری بھی کر لیتے ہیں۔۔

آپ ہاتھی کو دیکھیں، کھانے کے لیے حرام ہے لیکن اس پر سوار بھی ہوتے ہیں۔۔اس کو ہاتھ بھی لگاتے ہیں۔اس کے دانت سے بہت قیمتی اشیاء بناتے ہیں۔۔۔۔

بلکل اس ہی طرح، یہ سور، یہ کتے، یہ ریچھ، وغیرہ۔۔یہ سب کھانے کے حوالے سے حرام ہیں لیکن نہ ان کو ہاتھ لگانا منع ھے نہ ہی یہ نجس ہیں۔۔نہ ہی ان کی کسی اور پروڈکٹ کو حرمت کے زمرے میں لایا جاسکتا ہے۔۔۔

سب سے پہلے تو آپ قرآن کریم کے اسلوب پر غور فرمائیں۔۔

حرام و حلال۔۔از محمد حنیف

ذرا تصور کریں، اگر اللہ کریم ہر جانور کا نام لے کر اس کی حلت یا حرمت کا بیان کرتا، تو سوچیں کہ تیس پاروں کا یہ قرآن ضخامت کے لحاظ سے کیا ہوتا؟؟؟

آج دنیا میں لا تعداد جاندار ہیں۔۔لاکھوں کی تعداد میں ایسے بھی ہیں، جن کے ہمیں نام بھی معلوم نہیں ہیں۔۔اور پھر یہ کائنات ایک مقام پر ٹھہر تو نہیں گئی۔۔اللہ اس میں وسعت کرتا چلا جا رہا ہے۔۔ہم نہیں جانتے، کہ قیامت تک کے سفر میں اور کس کس نوع کے جاندار تخلیق ہوں گے۔۔

ہمارا یہ ایمان بھی ہے کہ اللہ کی کتاب، ہر دور کے لیے، اور قیامت تک آنے والے ہر انسان کے لیے واحد آسمانی ہدایت ہے۔۔

تو پھر یہ مرحلہ کتنا دشوار گذار ہو جاتا کہ اگر ہر حرام جانور کا نام لے کر، اس کا بیان کیا جائے، کہ جی فلاں حرام ہے، فلاں حلال ہے۔۔۔۔۔۔۔

دانشمندی کا تقاضا ہی یہ تھا کہ کوئی ایک ایسا اصول دیا جاتا جس کی بنیاد پر، ہر خطہ زمین اور ہر دور کے انسان کو حلال و حرام جانور کی تمیز مل جاتی۔۔وہ اس اصول کی بنیاد پر کسی بھی جانور کے حلال یا حرام ہونے کا فیصلہ کر سکتا۔۔

یہ ہی قرآن نے کیا۔۔اس نے چار الفاظ میں، سارا معاملہ نمٹا دیا۔۔ "احلت لکم بھیمۃ الانعام" بھیمۃالانعام حلال باقی سب حرام۔۔

اب ایسی صورت میں کسی ایک مخصوص جانور کا نام لے کر، اس کی حرمت کا بیان، کسی بھی طرح عقل و شعور کے پیمانے پر نہیں اترتا۔۔کجا کہ رب کائنات سے یہ منسوب کر دیا جائے۔۔

ذرا اس آیت مبارکہ پر غور فرمائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہا۔۔

ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ ۖ مِّنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۗ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنثَيَيْنِ ۖ نَبِّئُونِي بِعِلْمٍ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ [٦:١٤٣]

یہ آٹھ نر و مادہ ہیں، دو بھیڑ کی قسم سے اور دو بکری کی قسم سے، اے محمدؐ! ان سے پوچھو کہ اللہ نے اُن کے نر حرام کیے ہیں یا مادہ، یا وہ بچے جو بھیڑوں اور بکریوں کے پیٹ میں ہوں؟ ٹھیک ٹھیک علم کے ساتھ مجھے بتاؤ اگر تم سچے ہو

[ابو الاعلیٰ مودودی]

وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۗ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنثَيَيْنِ ۖ أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ وَصَّاكُمُ اللَّهُ بِهَٰذَا ۚ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ [٦:١٤٤]

اور اسی طرح دو اونٹ کی قسم سے ہیں اور دو گائے کی قسم سے پوچھو، اِن کے نر اللہ نے حرام کیے ہیں یا مادہ، یا وہ بچے جو اونٹنی اور گائے کے پیٹ میں ہوں؟ کیا تم اُس وقت حاضر تھے جب اللہ نے ان کے حرام ہونے کا حکم تمہیں دیا تھا؟ پھر اُس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو گا جو اللہ کی طرف منسوب کر کے جھوٹی بات کہے تاکہ علم کے بغیر لوگوں کی غلط راہ نمائی کرے یقیناً اللہ ایسے ظالموں کو راہ راست نہیں دکھاتا [ابو الاعلیٰ مودودی]

اس مقام پر بہت زیادہ توجہ اور تفکر کی دعوت ھے۔۔ قرآنی اسلوب ملاحظہ فرمائیں۔۔ یہاں ذکر ہو رہا ہے ان بہیمۃ الانعام کا، جنھیں اللہ کریم نے حلال کہا ھے۔۔ غور فرمائیں۔۔ کہا

" الضَّأْنِ "۔۔" الْمَعْزِ "۔۔" الْإِبِلِ "۔۔" الْبَقَرِ "۔۔۔۔۔

کیا کہا۔۔ بھیڑ، بکری، اونٹ، گائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کیوں نہیں کہا۔۔ لحم الضان۔۔۔ کیوں نہیں کہا

" لحم المعز " کیوں نہیں کہا " لحم الابل " کیوں نہیں کہا " لحم البقر "۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کیوں نہیں کہا۔۔۔

حرام و حلال۔۔از محمد حنیف

عقل کی بات ہے، اگر اونٹ حلال ہے، تب ہی تو اس کا گوشت حلال ہو گا۔۔ گائے حلال ہے، تب ہی تو اس کا گوشت حلال ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ، گائے حلال ہو، مگر اس کا گوشت حرام ہو۔۔ کھانا تو گوشت ہی ہے نہ۔۔ یہ حلت و حرمت آخر ہے کس لیے؟؟ کھانے کے لیے ہی نہ؟؟

تو اب مجھے بتایا جائے کہ اگر سور حرام ہے، تو کیا اس کا گوشت حلال ہو سکتا تھا؟؟

تو اگر یہ کہا جاتا کہ سور حرام ہے، تو اس میں سب آ جاتا۔۔۔۔۔۔۔ لیکن اتنی تفصیل سے کہا جائے کہ جی "لحم خنزیر" حرام ہے۔۔ سوچیں کیا بات ہوئی؟؟

اور جب یہ بات واضح کر چکا ہوں کہ قرآن کریم نے تو چار الفاظ میں تا قیامت انسانوں کی راہنمائی کے لیے ایک مستقل اصول عطا فرما دیا کہ "بھیمۃ الانعام" حلال ہیں۔۔ جو بھیمۃ الانعام نہیں ہیں، وہ حرام ہیں۔۔ سادہ بات۔۔

اس اصول کی رو سے "سور" ۔۔ "بھیمۃ الانعام" میں شمار ہی نہیں ہوتا، تو اس کے گوشت کا خصوصی تذکرہ۔۔ چہ معنی دارد؟؟؟؟؟؟؟؟

پھر اس بات پر بھی توجہ رہے، کہ اس مخصوص آیت مبارکہ میں جن اشیاء کی حرمت بیان کی جا رہی ہے، وہ جانوروں کی مختلف کیفیات ہیں۔۔ نہ کہ جانور خود۔۔

اب یہ کتنی معقول بات ہو گی کہ حلال جانوروں کے جسم کی وہ اشیاء جو ممنوع ہیں، ان کے بیان کے درمیان اچانک معاذ اللہ، اللہ میاں کو یاد آ جائے کہ جناب سور کو بھی حرام کرنا ہے، اور اسے یہاں ان اشیاء کے ساتھ بیان کر

دیا جائے۔۔میرے خیال میں اسطرح کے عمل کا تصور تو میں کسی اچھے تصنیف نگار انسان سے بھی نہیں کر سکتا۔۔کجا اللہ کی ذات۔۔

کیا اس ہی کو ہم قرآن حکیم کہہ سکتے ہیں؟؟؟

چنانچہ یہ بات تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ، قرآن کریم میں حلت و حرمت کے ضمن میں جہاں بھی "لحم خنزیر" کہا گیا ھے،وہاں اس کے معنی "سور" ہر گز نہیں ہیں۔۔

اب ہم دوسری بات پر آتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہ اس کے معنی ناقص شئے کس طرح ہو گئی۔۔۔

جب ہم نے لغت کا مطالعہ کیا، تو ہمیں اس لفظ "خنزیر" کے معنی، مرزا ابو لفضل کی غریب القرآن میں، ناقص، گلی سڑی اشیاء۔۔ ملا۔۔

عقل و شعور اور دیگر دلائل سے اوپر اس بات کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ اس آیت مبارکہ میں "لحم الخنزیر" سے مراد "سور" تو ہر گز نہیں ہے۔۔تو پھر ہمارے پاس اس بات کا کیا جواز رہ جاتا ہے کہ ہم غریب القرآن کے اس معنی کو نہ لیں۔۔

لیکن بات صرف "غریب القرآن" ہی کی نہیں ہے۔۔۔آیئے کتاب اللہ سے پوچھتے ہیں۔۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُل لَّا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ [٦:١٤٥]

آپ فرمادیں کہ میری طرف جو وحی بھیجی گئی ہے اس میں تو میں کسی (بھی) کھانے والے پر (ایسی چیز کو) جسے وہ کھاتا ہو حرام نہیں پاتا سوائے اس کے کہ وہ مُردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو یا سؤر کا گوشت ہو کیونکہ یہ ناپاک ہے یا نافرمانی کا جانور جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام بلند کیا گیا ہو۔ پھر جو شخص (بھوک کے باعث) سخت لاچار ہو جائے نہ تو نافرمانی کر رہا ہو اور نہ حد سے تجاوز کر رہا ہو تو بیشک آپ کا رب بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے، [طاہر القادری]

اس آیت مبارکہ پر غور فرمائیں۔۔۔بغیر کسی عقیدہ کو ذہن میں جگہ دیے ہوئے۔۔ کیا کیا حرام کہا جارہا ہے۔۔ کہا یہ کہ مردار ہو۔۔بہتا ہوا خون۔۔ لحم خنزیر۔۔۔اہل غیر اللہ۔۔۔

غور فرمائیں۔۔ مردار، بہتا ہوا خون۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ان میں کوئی بھی اشتباہ کی گنجائش ہی نہ تھی کہ، مردار کی تفصیل پہلے ھی بیان فرمادی گئی ہے۔۔ بہتا ہوا خون کسی تجربہ کا محتاج نہیں۔۔

لیکن جب بات "لحم خنزیر" پر آئی، تو کہا کہ یہ رجس ہے اس لیے حرام ہے۔۔ توجہ رہے، یہ نہیں کہا کہ "خنزیر" رجس ہے۔۔۔ کہا "لحم خنزیر" رجس ہے۔۔۔۔

اور اھل غیر اللہ، اس لیے حرام ہے کہ یہ فسق ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حدود فراموشی ہے۔۔۔

حرام و حلال۔۔از محمد حنیف

اللہ کریم بہتر جانتے ہیں کہ انسان کس جگہ مشکل میں پڑے گا۔۔وہ جانتا تھا کہ جب بات "لحم خنزیر" کی آئے گی، تو سوالات اٹھیں گے۔۔۔جب غیر اللہ کے نام پر ذبیحہ کی بات آئے گی، تو سوالات اٹھیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سو اس نے پہلے ہی واضح کر دیا۔۔کہ غیر اللہ کے نام سے ذبیحہ، فسق کے زمرے میں آتا ہے اس لیے حرام ہے۔۔

عربی زبان میں "فسق" کے معنی "حدود فراموشی" ہیں۔۔وہ حدود و قیود، جو دین انسان پر لاگو کرتا ہے، ان سے روگردانی، اللہ کی حاکمیت اعلیٰ سے انکار۔۔۔اس لیے اسے اھل غیر اللہ، کو حرام قرار دیا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس ہی طرح اس نے اس بات کو بھی واضح کر دیا کہ کیوں "لحم خنزیر" حرام ہے۔۔

اگر یہاں خنزیر سے مراد "سور" ہوتا، تو اللہ کو اس وضاحت کی ضرورت ہی نہ تھی، کہ قرآن کریم کے ابدی اصول حلت و حرمت "احلت لکم بھیمۃ الانعام" کی رو سے "سور" تو پہلے ہی حرام ہے۔۔اس کا اس طرح خصوصی ذکر کرنا، عقل و شعور کے تقاضوں سے ہی متصادم ہے۔۔۔

چنانچہ اس بات کو ہی واضح کرنے کے لیے، یہاں "لحم خنزیر" سے مراد "سور" نہیں، بلکہ جانور کے جسم کا کوئی حصہ ہے۔۔جیسے جانور کا بہتا ہوا خون۔۔اس ہی لیے، یہ وضاحت جاری کرنی پڑی کہ حلال جانور کے جسم کا یہ مخصوص حصہ جسے قرآن "لحم خنزیر" کہتا ہے، کیوں حرام ہے۔۔

وہ یہ کہتا ہے کہ "لحم خنزیر" اس لیے حرام ہے کہ یہ "رجس" ہے۔۔

اب اگر "لحم خنزیر" سے مراد "سور" ہی ہے، اور علت حرمت "رجس" ہی ہے، تو پھر وہ تمام کے تمام جانور، جنھیں قران نے حرام قرار دیا ہے، وہ بھی۔۔۔"رجس" ہی ہوں گے۔۔تو پھر ان تمام جانوروں کے بھی نام لے کر، بتانا چاہیے تھا۔۔

یہ اعزاز صرف " سور" کے حصے میں کیوں آیا ہے؟؟

بات صرف یہ ہے کہ اس مقام پر" لحم خنزیر" سے مراد "سور" نہیں ہے۔۔بلکہ حلال جانور کے جسم کا کوئی ایسا حصہ ھے جو اللہ کے نزدیک "رجس" ہے۔۔اس لیے اس جاندار کے حلال ہونے کے باوجود، اس کے جسم کا یہ مخصوص حصہ حرام قرار دے دیا گیا۔۔ جیسے کہ اس جانور کا بہتا ہوا خون۔۔

عربی زبان میں "رجس" کے معنی، اختلاط و التباس کے ہیں۔۔ گندگی کو بھی رجس اس لیے کہتے ہیں، کہ وہ لتھڑ اور چپک جاتی ہے۔۔اور خود اسمیں بھی کئی آلائشیں ہوتی ہیں (ابن فارس)

قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَن تُؤْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ [۱۰:۱۰۰]

کوئی متنفس اللہ کے اذن کے بغیر ایمان نہیں لا سکتا، اور اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ جو لوگ عقل سے کام نہیں لیتے وہ ان پر گندگی ڈال دیتا ہے[ابو الاعلیٰ مودودی]

آیت بالا "رجس" کے حقیقی مفہوم کو واضح کر رہی ہے۔۔انسان کے ایمان کا معاملہ، اللہ کریم کے قانون کے مطابق ہوتا ہے۔۔وہ لوگ، جو عقل و شعور سے کام نہیں لیتے، وہ اس گندگی میں مبتلا ہو جاتے ھیں، جسے کفر کہا جاتا ہے۔۔۔

مزید فرمایا۔۔۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ [۵:۹۰]

حرام و حلال۔۔از محمد حنیف

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، یہ شراب اور جوا اور یہ آستانے اور پانسے، یہ سب گندے شیطانی کام ہیں، ان سے پرہیز کرو، امید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہوگی [ابوالاعلی مودودی]

آیات بالا سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ "رجس" کا معنی، گندہ، خراب، قبیح۔۔ہوتا ہے۔۔جس طرح "خمر" "میسر"، "انصاب"، "ازلام"۔۔رجس ہیں۔۔بلکل اس ہی طرح سے ان حلال جانوروں میں بھی ان کے جسم کے کچھ حصے "رجس" ہیں۔۔جنھیں اللہ کریم نے "لحم خنزیر" کہا ہے۔۔ان کے استعمال سے منع فرمایا گیا ہے۔۔

قرآن فہمی کے بنیادی اصولوں میں ایک انسانی مشاہدہ، اور دوسرا علمی تحقیق بھی ہے۔

ہر لمحہ جاری و ساری علمی تحقیق، جسے ہم سائنس کہتے ہیں، روزانہ نت نئے اسرار سے پردہ ہٹا رہی ہے۔۔بہت سارے حقائق کو از سر نو، واضح کر رہی ہے۔۔

اس ہی طرح انسان کے روزمرہ کے مشاہدات، قرآن کریم کی حقیقی تعلیم کو سمجھنے میں بہت بڑا کردار ادا کرتے ہیں۔۔

مثلاً ہمارا روزمرہ کا یہ مشاہدہ ہے کہ سورج ہمیشہ مشرق سے طلوع ہوتا ہے، اور مغرب میں ڈوب جاتا ہے۔۔اب اگر قرآن کریم کی کسی آیت، یا لفظ سے کوئی ایسا مفہوم نکلتا ہو کہ سورج، مغرب سے طلوع ہوتا ہے، ہمارے مشاہدے کے خلاف ہوگا۔۔چنانچہ ہمیں قرآن کریم کی اس آیت یا لفظ پر مزید تفکر و تدبر کرنا ہوگا اور اس کے حقیقی معنوں کو تلاش کرنا ہوگا۔۔کیونکہ کتاب اللہ کا کوئی لفظ، حقیقت سے متصادم نہیں ہو سکتا۔۔۔

اس ہی طرح دور موجودہ کی علمی تحقیق، سے استفادہ لازم ہے۔۔۔

اس ہی اصول کے مطابق، آج میڈیکل سائنس ہمیں ان جانوروں کے حوالے سے بتاتی ہے کہ ان کے جسم کے کون سے حصے انسانوں کے لیے مضر ہیں۔۔ جن کا استعمال، انسانوں کو زیادہ نقصان پہنچا سکتا ہے۔۔

آج کی میڈیکل سائنس ہمیں بتاتی ہے کہ جانوروں کے جسم میں کچھ غدود ہوتے ہیں۔ ان غدود کا کام، مختلف اقسام کے ہارمون بنانا ہوتا ہے۔۔ جسم کی بعض غلاظتوں کو صاف کرنا ہوتا ہے۔۔

انسان و جانور میں ایک وقت ایسا بھی آجاتا ہے جب، یہ غدور خود ہی انفیکشن کا شکار ہو جاتے ہیں۔۔ نقصانات سے بھرپور ہو جاتے ہیں۔۔ ہمارے یہاں گلے کے غدور جنھیں "ٹونسلز" کہتے ہیں، عام طور پر خود بہت ساری بیماریوں کی وجہ بن جاتے ہیں۔۔ اور بہت سارے لوگ ان کا آپریشن بھی کرواتے ہیں۔۔ میں نے بھی کروایا ہوا ہے۔۔۔

اس طرح دیگر غدود ہوتے ہیں۔۔ چنانچہ میڈیکل سائنس، جانوروں کے جسم میں ان کے غدود کو، ان کے جسم کا ناقص ترین حصہ مانتی ہے۔۔

اب ہم بات کرتے ھیں مشاہدے کی۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ کسی پرانے تجربہ کار قصائی کی دکان پر چلے جائیں۔۔ غور سے مشاہدہ کریں۔۔ آپ دیکھیں گے، کہ جانور کا گوشت بناتے ہوئے، جب بھی کوئی غدود سامنے آتا ہے، وہ اسے نکال کر پھینک دیتا ہے۔۔ سوال ہے کیوں؟؟ کوئی بھی اسے نہیں کہتا لیکن وہ ایسا ہی کرتا ہے۔۔

ممکن ہے کہ آج کے دور میں یہ مشاہدہ، دیکھنے کو بہت کم ملے۔۔ کیونکہ آج مہنگائی کے اس دور میں تو، قصائی گوشت کو چھچھڑوں تک سے صاف کرنے سے گریز کرتا ہے، کہ اس طرح گوشت کا وزن کم ہو جاتا ہے۔۔

لیکن ہماری عمر کے لوگ جانتے ہیں کہ ہمارے دور میں تو گوشت کو پہلے صاف کیا جاتا تھا، پھر اس کا وزن ہوتا تھا۔۔

صفائی کے دوران قصائی، ہر طرح کی گندگی، پھیپھڑے، غدود وغیرہ کو اچھی طرح سے صاف کرتا تھا۔۔

اب میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ وہ قصائی قرآن کریم کے اس حکم کی تعمیل میں ایسا کرتے تھے لیکن ان کے نزدیک بہر حال، جانوروں کے غدود ناقابل استعمال شیئ ہی سمجھے جاتے تھے۔۔

دلائل بالا سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے، کہ "لحم خنزیر" کا مطلب "سور" ہرگز نہیں ہے۔۔ یہ ان حلال جانوروں کے جسم کے بعض حصے ہیں، جن کے استعمال کی ممانعت کر دی گئی ہے۔۔ جو "رجس" یعنی گندگی کے زمرے میں آتے ہیں۔۔

آج تک کی میڈیکل سائنس کی تحقیق کی رو سے جانوروں میں ان کے غدود، اور ان کے جسم کے بعض اعضاء سب سے زیادہ گندگی والے حصے ہوتے ہیں۔ چنانچہ علمی تحقیق، اور مشاہدے کی رو سے، قرآن کریم کی ان آیات میں، جہاں "لحم خنزیر" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، ان سے مراد حلال جانوروں کے جسم کے غدود بھی ہیں۔۔ لیکن میری فہم کے مطابق، یہ بات صرف جانوروں کے غدود تک ہی محدود نہیں ہے۔۔ قرآن کریم کا اسلوب ایسا ہے کہ وہ ایک لفظ میں، علم و آگہی کے سمندر بہا دیتا ہے۔۔ جانور کے جسم کا ہر وہ حصہ جو "رجس" کے زمرے آئے، وہ قرآنی زبان میں "لحم خنزیر" کہلائے گا۔۔۔ آنے والے دنوں میں، ممکن ہے کہ ہمارا علم اور زیادہ وسعت اختیار کر لے، اور ہم اپنے مشاہدات اور علمی ترقی کی بناء پر جانوروں میں موجود "رجس" کو زیادہ اچھے انداز میں پہچان سکیں۔۔

چنانچہ میری فہم کے مطابق (جس سے دوستوں کو اختلاف کا حق بھی ہے اور اپنے اس موقف کے درست ہونے پر مجھے اصرار بھی نہیں) جانور کی آنکھ کا اندرونی حصہ، جانور کے کانوں کا اندرونی حصہ ، جانور کے گردے ، کلیجی ، کپورے ، تلی اور جانور کے گوشت کے ساتھ چپکے ہوئے دیگر غدود "لحم خنزیر" کے زمرے میں آتے ہیں

حرام و حلال۔۔از محمد حنیف

اس ہی طرح جانور کی آنتیں ، اوجڑی بھی میری فہم کے مطابق "رجس" کے زمرے میں آتی ہے۔۔۔میں اپنے گھر میں ان اشیاء سے اجتناب کرتا ہوں۔۔

اللہ کریم سے دعا گو ہوں، کہ وہ ہمارے دلوں کو کشادہ فرمادے۔۔اور دین کو سمجھنا، اور اس پر عمل کرنا ہمارے لیے آسان کر دے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔واللہ اعلم بالصواب